مرثیہ:۸

رسول خداؐ اور امام حسینؑ

۱

راوی کتبِ معتبرہ میں ہے یہ لکھتا
اک روز تھے زیب سرِ منبر شہِ والا
انبوہ تھا مسجد میں فصیحانِ عرب کا
فرمارہے تھے وعظ شہ یثرب و بطحا
حیراں تھے یہ نقشہ تھا گروہِ فصحا کا
غل بزم میں تھا صَلِّ علیٰ صَلِّ علیٰ کا

۲

واں حضرتِ خاتونِ قیامت کا بھی تھا لال
دن کھیل کے تھے چار برس کا تھا سن و سال
منبر پہ کبھی چڑھتا تھا وہ صاحبِ اقبال
ہنستا ہوا پھرواں سے اترتا تھا وہ فی الحال
سب روکتے تھے ہاتھوں سے اس رشکِ قمر کو
جاتے تھے اُدھر کو کبھی آتے تھے اِدھر کو

۳

فرماتا تھا تو وعظ وہ زینت دِہِ افلاک
پر تھا سوئے شبیرؑ خیالِ شہہِ لولاک
وہ کعبۂ دیں جاتا تھا جس سمت فرح ناک
جوں قبلہ نما پھرتی اُدھر کو نظر پاک
تھا دھیان کہ پیارا مرا رنجیدہ نہ ہوئے
مجمع میں نظر سے کہیں پوشیدہ نہ ہوئے

۴

دوڑا سوئے منبر جو محمدؐ کا نواسا
الجھے قدم اور گر پڑا وہ دلبرِ زہراؑ
گرتے ہوئے شبیرؑ کو احمدؐ نے جو دیکھا
کچھ وعظ بھی کہنے کا رہا ہوش نہ اصلا
صدمہ ہوا ایسا شہِ لولاک کے اوپر
سمجھے کہ گرا عرشِ بریں خاک کے اوپر

۵

اس سانحہ کو دیکھ کے گھبرا گئے حُضّار
منبر سے تلے کود پڑے احمدِ مختارؐ
شبیر کو گودی میں لیا دوڑ کے اک بار
فرمایا میں قربان ترے اے مرے دلدار
بتلاؤ مجھے چوٹ تو کھائی نہیں پیارے
پاؤں میں کہیں ضرب تو آئی نہیں پیارے

۶

کیوں دوڑ کے چلتے ہو میں قربان تمہارے
آؤ مرے کاندھے پہ چڑھواَے مرے پیارے
تم کیا گرے اک چوٹ لگی دل پہ ہمارے
شبیرؑ مرے عضوِ بدن سرد ہیں سارے
گرنے سے ترے زلزلہ تھا عرشِ بریں پر
جبریلؑ نے پر آکے بچھائے تھے زمیں پر

۷

اے اہلِ عزا پٹینے رونے کی ہے یہ جا
شبیرؑ کا صدمہ تھا نبیؐ کو نہ گوارا
اک دن وہ قیامت کا تھا واحسرت و دردا
گھوڑے سے گراتے تھے اسے خاک پہ اعدا
اس جانِ پیمبرؐ کا عجب حال ہوا تھا
سب نازنیں تن تیروں سے غربال ہوا تھا

۸

اس دن نہ محمدؐ تھے کہ گودی میں اٹھاتے
نہ ساقی کوثر تھے کہ پانی تو پلاتے
ہر سمت سے تھے دشمنِ دیں تیغیں لگاتے
اور تیر بھی پیغامِ اجل لے کے تھے آتے
لاکھوں میں اکیلا وہ شہِ تشنہ جگر تھا
غمخواروں میں کوئی نہ اِدھر تھا نہ اُدھر تھا

۹

حسرت سے جدھر دیکھتے تھے سیدِ ابرارؑ
یا تیر نظر آتے تھے یا خنجرِ خوں خوار
مولائے دوعالمؑ کا نہ تھا کوئی مددگار
سوتے تھے پڑے خاک پہ سب مونس و غمخوار
قاسمؑ تھے نہ عباسؑ نہ ہم شکلِ نبیؐ تھے
کیا بے کس و مظلوم حسینؑ ابن علیؑ تھے

۱۰

وہ دھوپ وہ پیاس اور وہ تنہائی کا عالم
لے جانے کا رانڈوں کے الم بیٹوں کا ماتم
جز ذات خدا کوئی نہ ہمدرد نہ ہمدم
مظلوم اِدھر ایک اُدھر سیکڑوں اظلم
لاتے تھے نہ شکوہ کی بھی تقریر زباں پر
ہر وقت مگر جاری تھی تکبیر زباں پر

۱۱

سب تیروں سے غربال تھا وہ چاند سا سینہ
زخموں سے لہو بہتا تھا چہرے سے پسینہ
کانوں میں پہنچتی تھی جو فریادِ سکینہؑ
مظلومی سے رو دیتے تھے سلطانِ مدینہ
تھا دل تو تڑپتا پہ نہ جا سکتے تھے حضرتؑ
کس یاس سے خیمے کی طرف تکتے تھے حضرتؑ

۱۲

عباسؑ کے لاشے کو صدا دیتے تھے مولا
اب اٹھو بہت سو چکے بھائی لبِ دریا
یہ وقتِ مدد ہے کہ ہوئے ہم تنِ تنہا
ہم جا نہیں سکتے کہ ہمیں گھیرے ہیں اعدا
سر پیٹتی خیمے سے نکلتی ہے سکینہؑ
تم جا کے سنبھالو کہ مچلتی ہے سکینہؑ

۱۳

آئی تھی صدا حضرت زہراؑ کی بھی اُس آن
صدقے تیرے اے قوم دغا پیشہ کے مہمان
لُو چلتی ہے اور دھوپ بشدت ہے میری جان
کچھ روک لو سایہ کے لئے سر پہ میں قربان
یہ دھوپ کا صدمہ نہ سہا جائے گا واری
دو روز کے پیاسے ہو غش آجائے گا واری

۱۴

مادر سے یہ تب کہتے تھے رو کر شہِ ابرار
سایہ کرے کون آ کے ہوا قتل علمدارؑ
اللہ کا اب سر پہ ہے سایہ مجھے درکار
واللہ کہ تشویش کچھ اپنی نہیں زنہار
پر کیا کہوں اماں مجھے صدمے یہ بڑے ہیں
سب دھوپ میں لاشے مرے پیاروں کے پڑے ہیں

۱۵

محتاج کفن کے ہیں مرے ہمدم و یاور
ریتی میں پڑے ہیں علی اکبرؑ علی اصغرؑ
مہلت مجھے اتنی نہیں دیتے ہیں ستمگر
جو میں انہیں پوشیدہ کروں خاک کے اندر
کیا جانیے کیا بعد مرے حال کریں گے
گھوڑوں سے ستمگر انہیں پامال کریں گے